رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دنیا کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے ۷ سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۲۳۔ جولائی ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۱۳ شوال ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

چند دن سے گرمی پھر تیز ہو گئی ہے۔ اور بعض اوقات سخت حبس ہو جاتا ہے۔

گذشتہ پرچہ میں جن آریہ لیکچرار صاحب کا ذکر کیا گیا تھا۔ وہ بغیر گفتگو کئے اور "ستیارتھ پرکاش" کی اس تعلیم پر روشنی ڈالے جسے ہم پیش کر رہے ہیں چلے گئے ۔ ہمارا خیال تھا کہ "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم پر جو لیکچر دینے کے لئے آئے ہیں تو ضرور ان اعتراضات کا جواب دیں گے۔ جو ہماری طرف سے "ستیارتھ پرکاش" پر کئے جا رہے ہیں۔ وہ اسطرف نہیں آئے۔ اور وہ کیا آتے جبکہ تمام آریہ اخبار دم بخود ہو گئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاع

تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اللہ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ اور دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ روزانہ سیر کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ اطلاع ہمیں ڈلہوزی سے موصول ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ حضور طبی مشورہ کے مطابق وہاں سے آگے اور پہاڑوں پر جانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے بعجلت احباب کو پہلے اطلاع دیجا چکی ہے ملاقات کے لئے ڈلہوزی نہ جانا چاہیے۔ تاکہ حضور کے وہاں سے روانہ ہو جانے پر یونہی تکلیف نہ اٹھانی پڑے حضور کو خط لکھنے کا پتہ اتنا ہی کافی ہے۔ "حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی" اس پتہ پر لکھا ہوا خط حضور جہاں ہونگے وہاں پہنچ جائیگا۔

سرکاری خدمات

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسری کے لڑکے قاضی محمد اکرم صاحب کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دو اور صاحبزادے بھی آجکل گورنمنٹ کی فوجی خدمات کر رہے ہیں۔ جن میں سے ایک قاضی محمد شریف صاحب بی اے اسسٹنٹ انجنیر ہیں۔ جن کی خدمات بطور سیکنڈ لفٹنٹ کے جنوبی فارس کے علاقہ میں صیغہ جنگ میں منتقل کر دی گئی ہیں۔ اور دوسرے قاضی محمد منیر صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ جو مہو چھاؤنی میں بطور فوجی ڈاکٹر کے کام کر رہے ہیں۔

شکریہ

جناب والدہ صاحبہ عزیز عبد السلام اُن تمام احمدی احباب کا شکریہ ادا

کرتی ہیں۔ جنھوں نے عزیز موصوف کی علالت کے ایام میں دریافت عزیزیت کے لئے خطوط بھیجے اور دعائیں کیں۔ اور اطلاع دیتی ہیں۔ کہ عبد السلام کی صحت اچھی ہے۔

درخواستہائے دعا

منشی نبی بخش صاحب مدرس کی مقدمہ میں کامیابی کے لئے جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کی صحت کے لئے۔ جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی بحالی صحت کے لئے نیز میاں امام الدین صاحب کی بیوی بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعائے صحت کی جائے۔

نماز جنازہ

مکرمی محمد اسمٰعیل صاحب جلد ساز مالیر کوٹلہ کی اہلیہ جو نہایت مخلصہ اور صاحب لیاقت احمدی خاتون تھیں ۲۶ رمضان کو فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون لاش بطور امانت فی الحال مالیر کوٹلہ میں ہی دفن کی گئی ہے منشی محمد اسمعیل صاحب ماہمیاں کا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

قرضۂ جنگ اور بھرتی کیلئے اشتہار

جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور۔ اس وقت تک کئی ایک اشتہار دلچسپ اور موثر پیرایہ میں قرضۂ جنگ اور بھرتی کے متعلق شائع کر چکے ہیں۔ چنانچہ حال میں چھوٹے سائز کے چار اشتہار ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ اُمید ہے کہ حکیم صاحب موصوف کی یہ کوشش عمدہ نتائج پیدا کئے بغیر نہ رہیگی۔

احباب صدقۃ الفطر جلدی بھجوائیں

اس دفعہ جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے بہت پہلے سے صدقۃ الفطر کی غرض اور اہمیت بتا کر اس کی وصولی کی تاکید کی تھی اور سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کو خاص طور پر بھی اس طرف توجہ دلائی تھی۔ جس کے مطابق اُمید ہے۔ کہ صدقۃ الفطر خاص اہتمام کے ساتھ وصول کیا ہوگا۔ لیکن محاسب صدر انجمن احمدیہ سے معلوم ہوا ہے کہ تا حال کئی مقامات سے اس فنڈ میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ اس لئے اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ احباب بہت جلدی صدقۃ الفطر کی رقوم محاسب صاحب کے پاس بھیجدیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی سالانہ جلسہ کی تقریروں کے متعلق ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر جو اہم اور ضروری مسائل پر تقریریں فرمائی تھیں اور جنکا احباب بہت انتظار کر رہے تھے۔ ان کی کتابت شروع کرا دیگئی ہے اور انشاء اللہ عنقریب شائع ہو جائینگی۔ چونکہ آجکل کاغذ بہت گراں قیمت پر ملتا ہے اور چھپوائی وغیرہ کے اخراجات بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے اتنی ہی تعداد میں تقریریں چھپوائی جائینگی جن کے نکل جانے کا یقین ہوگا۔ کیونکہ زیادہ تعداد میں چھپوا کر ان کے فروخت ہونے کا انتظار کرنا موجودہ حالات میں مشکل ہے۔ اس لئے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کہ جو احباب تقریروں کے مجموعہ کو خریدنا چاہیں۔ وہ اطلاع دیں اور ساتھ ہی فی کاپی ۱۲ مع محصول ڈاک کے حساب پیشگی قیمت بھی مرحمت فرما دیں۔ اس طرح جہاں تقریروں کے چھپوانے کا اندازہ یقینی طور پر لگایا جا سکیگا۔ وہاں ان کے چھپوانے میں بھی بہت زیادہ آسانی اور سہولت ہو جائیگی۔ تقریروں کی لکھائی چھپوائی اور کاغذ کا انشاء اللہ خاص خیال رکھا جائیگا۔ اور ۲۰-۲۶ کے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب ہوگی۔ اُمید ہے۔ کہ احباب بہت جلدی اس طرف توجہ فرمائینگے۔ انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحبان سے خاص طور پر گذارش کیجاتی ہے۔ کہ جلدی توجہ فرما دیں۔ جو صاحب تقریریں خریدنا چاہیں۔ ان سے قیمت وصول کر کے میرے نام ارسال فرما دیں۔ کتاب شائع ہونے پر جن جن جلدوں کی قیمت وصول ہوگی۔ وہ انکی خدمت میں ارسال کر دیجائینگی۔ اسطرح محصول ڈاک میں بہت فائدہ رہیگا۔

"غلام نبی ایڈیٹر الفضل قادیان"

نظم

"درثمین" ہماری

"درثمین" ہماری۔ ہے جان سے بھی پیاری
قوموں کی رستگاری مرکوز اس میں ساری
کہتا ہے کون خبطی۔ ہو جائے اس کی ضبطی
یہ نہر تو رہیگی تا حشر یوں ہی جاری
انگریزی سلطنت میں ظلم و ستم کی باتیں
اے آریو تمھاری کیوں مت گئی ہے ماری
دیکھو زباں سنبھالو۔ ناحق نہ فتنہ ڈالو
مضمون وہ نکالو۔ جس سے ہو صلح کاری
کیا کانٹے بو رہے ہو۔ ایمان کھو رہے ہو
یوں ہم سے ہو رہے ہو۔ تم کیوں چھری کٹاری
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
دیکھو یہ پھل نہ چکھنا۔ گر زندگی ہے پیاری
آؤ تمھیں بتائیں۔ اسلام کی ادائیں
پھولی پھلی دکھائیں ایمان کی کیاری
"درثمین" کیا ہے گنجینۂ ہدیٰ ہے
مذہب میں رہنما ہے۔ سکھلائے دینداری
اس میں خبر ہے کل کی۔ پرماتما کے بل کی
گو دیکھنے میں ہلکی باطن میں سخت بھاری
نظمیں لکھی ہیں جس نے واقف ہو خوب اس سے
مرزا غلام احمدؑ محبوب ربّ باری
جس کی دعا سے آخر "ماتم پڑا تھا گھر گھر"
باطل کے سر پہ چل کر قہر خدا کی آری
"اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا"
"زخم فنا کا کھانا" ۔ سمجھو نہ ہوشیاری
کہتے ہیں جھوٹ "اکمل" "درثمین" ہمیشہ
باطل کی جڑ اسی سے اے آریو کٹیگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۲۳ ۔ جولائی ۱۹۱۸ء

بانیٔ آریہ سماج کی نہایت خطرناک تعلیم ہیں کچھ

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہیئے

(۸)

گذشتہ نمبروں میں ہم ستیارتھ پرکاش" کے حوالوں سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا چکے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب بانیٔ آریہ سماج نے اپنے پیرووں کو گورنمنٹ سے بدظن کرنے اور نفرت دلانے کی سعی کی ہے ۔ اور اس کے لئے مختلف طریقوں سے کام لیا ہے ۔ پھر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں ۔ کہ پنڈت صاحب موصوف نے نہایت کھلے اور صاف الفاظ میں اپنے ماننے والوں کو ایسے لوگوں کے تجویز کردہ آئین و قوانین کے نہ ماننے کی تلقین کی ہے جو ویدوں کی تعلیمات سے واقف نہ ہوں ۔ اور اس طرح گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف نہایت خطرناک حربہ چلانے کی کوشش کی ہے ۔"ستیارتھ پرکاش" کے صرف انہیں حوالہ جات سے ۔ جو ہم نے اپنے مضامین میں پیش کئے ہیں ۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے ۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ کسی نہ کسی وجہ سے مصنفہ "ستیارتھ پرکاش" کو وہ عقیدت نہ تھی ۔ جو ایک وفادار اور اطاعت شعار فرد رعایا کو ہونی چاہیئے ۔ ورنہ کیا وجہ ہے ۔ کہ ان کے قلم کو اس گورنمنٹ کے حکمرانوں کے متعلق جو تمام اہل ہند کے لئے امن و امان آرام و آسائش کا باعث ہو رہی ہے ۔ یہ الفاظ نکلے ۔ کہ :۔

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور حکمراں ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے ۔" ستیارتھ تیسرا ایڈیشن صفحہ ۳۵۲ ، ۳۵۳

اگر وہ موجودہ گورنمنٹ کو اہل ہند کے لئے مفید اور فائدہ رساں سمجھتے ۔ جیساکہ واقعہ میں وہ ہے تو پھر کیا باعث ہے ۔ کہ انہوں نے اس کو آریہ ورت میں پھوٹ وغیرہ بدعادات کا باعث قرار دیا ۔ (دیکھو "ستیارتھ پرکاش" ایڈیشن سوم صفحہ ۳۵ و ۲۵۱)

پھر اگر وہ موجودہ گورنمنٹ کو اہل ہند کے لئے دنیاوی رنگ میں ہر قسم کی ترقی کا ذریعہ خیال کرتے اور اسے اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کرنے والا سمجھتے تو کیوں یہ تحریر کرتے ۔ کہ :۔

"اب بدبخت آریوں کی سستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اس وقت آریوں کا کامل آزاد ۔ خود مختار ۔ بےخوف راج نہیں ۔ جو کچھ ہے اس کو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں ۔" (ستیارتھ ایڈیشن سوم صفحہ ۲۹۱)

پھر اگر وہ گورنمنٹ برطانیہ کو آریوں کے لئے مفید اور فائدہ رساں سمجھتے ۔ تو کیوں یہ لکھتے کہ "اب ان کی اولاد (آریہ) اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے"
ستیارتھ ایڈیشن سوم صفحہ ۳۶۲

یہ اور اسی قسم کے اور خیالات جو پنڈت دیانند صاحب نے گورنمنٹ کے متعلق ظاہر کئے ہیں ۔ ان کو پڑھ کر ماننا پڑتا ہے ۔ کہ وہ موجودہ گورنمنٹ کو آریوں کا دکھ بڑھانے والی ظالم ان میں پھوٹ وغیرہ ڈلوانے والی دشمن ۔ ان کے پاس جو کچھ ہے اسے پامال کرنے والی جفاکار اور انہیں پاؤں تلے دبانے والی بے رحم سمجھتے تھے ۔

اور نہ صرف خود ہی سمجھتے تھے ۔ بلکہ اپنے پیرووں کو بھی یہی سمجھانے کی کوشش کرتے تھے ۔ اور اسی لئے انہوں نے "ستیارتھ پرکاش" میں اس قسم کے الفاظ لکھنے کی ضرورت سمجھی ۔ یہ کوشش جس قدر خطرناک اور تباہ کن ہے ۔ اس کا مفصل ذکر ہم گورنمنٹ کو توجہ دلانے کے لئے گذشتہ پرچوں میں کر آئے ہیں ۔ اب صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ پنڈت صاحب موصوف کی اس تعلیم کو ملا کر دیکھا جاتے ۔ جو انہوں نے ایسے لوگوں کے متعلق دی ہے ۔ جیساکہ ان کے نزدیک آریہ ورت پر راجیہ کرنے والے (انگریز ہیں) ۔ تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کا خطرناک ہونا کئی گنا بڑھ جاتا ہے ۔ چنانچہ دیکھئے پنڈت صاحب موصوف

اک آریہ کو گویا تعلیم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ:-

"کوئی دشمن اس (آریہ) کے رخنہ یعنی کمزوری کو نہ جان سکے۔ اور خود دشمن کے رخنوں کو معلوم کرتا ہے۔ جس طور پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کے قبضہ میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے"

ستیارتھ صہ ۱۹۸

مندرجہ بالا الفاظ کی حقیقت اس وقت نہایت خطرناک صورت میں ظاہر ہوتی ہے جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب اپنی اسی کتاب میں لوگوں کو دشمن قرار دیتے ہیں۔ جو ہندوستان پر حکمراں ہیں۔ یعنی انگریز اب خیال کرنا چاہئے۔ کہ ایک ایسا شخص جو پنڈت صاحب موصوف کی تعلیم کے مطابق انگریز حکمرانوں کے رخنوں یعنی کمزوریوں کی تلاش میں مصروف رہے وہ کیسا خطرناک اور نقصان رساں ہوسکتا ہے اس میں شک نہیں کہ انگریز حکام کا اعلیٰ اور ذمہ دار طبقہ اپنی سمجھ کے مطابق کسی ایسے فعل کو روا نہیں سمجھتا۔ جس سے رعایا کو کسی قسم کا دکھ اور تکلیف پہنچے۔ یا جس سے کسی کے حقوق زائل ہوں۔ یا اور کوئی ناگوار امر پیدا ہو۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ یہ لوگ بھی آخر انسان ہیں۔ اور کسی انسان کو بھول چوک یا اور کسی کمزوری سے مبرا نہیں کہا جاسکتا۔ اور نہ کوئی ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں پنڈت صاحب نے آریوں کو دوسروں کی انسانی کمزوریوں کا کھوج لگاتے رہنے کی تلقین کی ہے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ ہر ایک آریہ "جس طور پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے۔ اسی طرح دشمن کے قبضہ میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے۔ تاکہ کوئی دشمن اس کے رخنے یعنی کمزوری کو نہ جان سکے"

اس سے معلوم ہو گیا کہ جس قسم کی کمزوریوں کے معلوم کرنے کی پنڈت صاحب نے تعلیم دی ہے اس قسم کی کمزوریوں سے وہ آریوں کو بھی بری نہیں سمجھتے۔ اسی لئے تو کچھوے کی طرح ان کو چھپائے رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ پس جب حقیقت یہ ہے۔ کہ کسی انسان کا کمزوریوں سے پاک ہونا ممکن نہیں۔ تو پھر حکام سے بھی کسی نہ کسی وقت سرزد ہوسکتی ہیں۔ جن کو پلے باندھ لینا کسی وفادار اور اطاعت شعار رعایا کا کام نہیں۔

لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ پنڈت دیانند صاحب اپنے پیرووں کے سپرد ان کی کمزوریوں کے معلوم کرتے رہنے کا کام سپرد کرتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

"جس کی پناہ لی ہو۔ اگر اس کے کاموں میں نقص دیکھے۔ تو اس سے بھی اچھی طرح بلا اندیشہ جنگ ہی کرے" (ستیارتھ صہ ۱۹۸)

یہ تعلیم جس قدر خطرناک اور نقصان رساں ہے اس کا اندازہ نہایت آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک ہر ایک آریہ کے لئے ضروری ہی نہیں۔ بلکہ فرض ہے کہ جس کی پناہ مصیبت اور مشکل کے وقت اس نے لی ہو۔ جس حاکم کی حفاظت اور نگہبانی سے اس کی جان و مال محفوظ رہی ہو۔ جس حکمران کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے اسے خوف و خطر سے نجات ملی ہو اس کے کسی کام میں اگر اسے کوئی نقص نظر آئے "تو اس سے بھی اچھی طرح بلا اندیشہ جنگ ہی کرے" کیسی صریح بے انصافی اور ظلم ہے۔ بجائے اس کے کہ مشکل اور مصیبت کے وقت جس کی پناہ لی ہو اور جس کی وجہ سے آرام و آسائش نصیب ہوئی ہو اس کا احسان مانا جاتا۔ اس کا شکریہ ادا کیا جاتا۔ اس کی خاطر جان تک دے دینے سے دریغ نہ کیا جاتا یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر اس کے کسی کام میں کوئی نقص نظر آئے تو اس سے بھی جنگ ہی کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ ہمدردانہ اور دوستانہ طریق سے اسے اس کے نقص پر توجہ دلائی جائے۔ اور خود بھی اس کے دور کرنے کے لئے سعی کی جائے۔ بلکہ جنگ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے کیا ایک شریف انسان کو احسان کا بدلہ اسی رنگ میں ادا کرنا چاہئے۔ کہ جس نے اس کی جان بچائی ہو جس کی وجہ سے اس کا مال بچا ہو جس کے باعث اس کی عزت و آبرو محفوظ رہی ہو اس میں اگر بشریت کی وجہ سے کوئی نقص اور کوئی کمزوری معلوم ہو۔ تو اس سے جنگ و جدال۔ لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جائے اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر آریہ صاحبان ہی فرمائیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کی مذکورہ بالا تعلیم کہاں تک قابل قبول ہے۔ امید ہے سمجھدار آریہ صاحبان اس پر غور فرماویں گے۔ اور جس کتاب میں اس قسم کی باتیں درج ہیں۔ اس کی اشاعت کو روکنے کی سعی کریں گے۔ ورنہ اس خطرہ کے علاوہ جو اس تعلیم کی وجہ سے حکومت کو ہوسکتا ہے۔ یہ بھی ہوگا۔ کہ کوئی سمجھدار انسان کسی آریہ کو مصیبت اور تکلیف کے وقت اپنی پناہ اور حفاظت میں لینے سے ہچکچائیگا کیونکہ اس سے خطرہ لگا رہیگا۔ کہ میں انسان ہونے کی وجہ سے تمام قسم کے نقصوں اور کمزوریوں سے تو پاک نہیں ہوں۔ اب اگر فلاں آریہ صاحب کو جو مصیبت میں گرفتار ہے۔ اپنی پناہ میں لے کر دکھ سے نجات دلاتا ہوں۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے کسی نقص کی وجہ سے میرے لئے ہی وبال جان ہوجائیں کیونکہ ان کے "رشی" نے ان کو یہ تعلیم دی ہوئی ہے۔ کہ

"جس کی پناہ لی ہو۔ اگر اس کے کاموں میں نقص دیکھے۔ تو اس سے بھی اچھی طرح بلا اندیشہ جنگ ہی کرے" (ستیارتھ صہ ۱۹۸)

کیا جب تک دنیا میں "ستیارتھ پرکاش" موجود ہے۔ اور اس میں مندرجہ بالا الفاظ پائے جاتے ہیں اور انہیں آریہ صاحبان قابل عمل سمجھتے ہیں اس وقت تک کس کو جرأت ہوسکتی ہے۔ کہ کسی آریہ کو مصیبت کے وقت اپنی پناہ میں لے یا اس سے ہمدردانہ سلوک کرے۔ یا دوستانہ

تعلقات قائم کرے - ہرگز نہیں - اس لیے یا تو یہ ہونا چاہیے - کہ آریہ صاحبان کو اس دنیا میں دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنے - ان سے فائدہ اٹھانے اور ان سے مدد حاصل کرنے کے لئے "ستیارتھ پرکاش" کو ترک کرنا چاہیئے - یا اس کو قابل عمل نہ سمجھ کر کسی سے ہمدردی کی توقع نہ رکھنا چاہیئے - اس میں شک نہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں - اور ہیں - جو وقت پڑے ایسے لوگوں کے کام آنے سے بھی پہلو تہی نہیں کرتے - جن سے انہیں نہ صرف کسی قسم کے نفع کی توقع نہیں ہوتی - بلکہ نقصان کا خطرہ بھی لگا رہتا ہو اور ستیارتھ پرکاش کی موجودگی میں اگر کسی آریہ کو کوئی اپنی پناہ میں لے گا - تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہی ہوگا لیکن اس قسم کے انسان شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں - عام طور پر وہی ہوتے ہیں - جو کسی نفع کی توقع کے بغیر کسی سے ہمدردی کریں - تو کریں لیکن یہ جان کر کہ ہمیں ہمدردی اور سلوک کے نتیجہ میں نقصان اٹھانا پڑے گا ہرگز قریب نہ آئیں گے - پس آریہ صاحبان کو چاہیئے کہ ستیارتھ پرکاش کی اشاعت کو اس قسم کی خطرناک باتوں کی وجہ سے روک دیں تا جہاں گورنمنٹ کے خلاف جس کی پناہ اور حفاظت میں وہ عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہے - وہاں دوسرے لوگوں کو بھی مصیبت اور تکلیف کے وقت انہیں پناہ میں لینے کی جرأت ہو سکے -

"ستیارتھ پرکاش" کا مذکورہ بالا حوالہ ہی کچھ کم خطرناک نہیں ہے - کہ اس کی موجودگی میں کسی کو آریہ صاحبان سے کسی قسم کی مدد حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے کی امید رکھنا تو الگ رہا انہیں مصیبت اور تکلیف کے وقت اپنی پناہ میں لینے کا بھی حوصلہ نہیں ہو سکتا - لیکن اس سے بھی بڑھ کر پنڈت دیانند صاحب نے اپنے پیرووں کو ایک اور سبق پڑھایا ہے - جو یہ ہے - کہ ہر ایک آریہ

"جس طرح بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے - ایسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے" صفحہ ۱۹۸

ان الفاظ میں جس جانور کی تقلید کرنے کی ہدایت کی گئی ہے - وہ کوئی ایسا ویسا نہیں ہے بلکہ ایک خاص صفت کی وجہ سے بہت مشہور و معروف ہے - اور "بگلا بھگت" کی ضرب المثل سے اس کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے - اب غور کرنا چاہیئے - کہ جو کتاب لوگوں کو اپنی ضروریات کی فراہمی کے لئے "بگلا بھگت" بننے کی تعلیم دیتی ہے - وہ کہاں تک قابل تعریف اور لائق عمل ہے -

اگرچہ "بگلا بھگت" کا مفہوم اور مطلب کوئی ایسا نہیں ہے - جو ہر ایک لکھا پڑھا انسان نہ جانتا ہو - اور اس کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو - لیکن "ستیارتھ پرکاش" کے الفاظ کی الٹی سیدھی تاویلیں کرنے والے لوگ کہہ سکتے ہیں - کہ پنڈت دیانند مہاراج کے نزدیک بگلے میں کوئی بری صفت نہیں ہے - اور نہ وہ "بگلا بھگت" کی ضرب المثل کو برے معنوں میں استعمال کرنا درست سمجھتے ہیں - اس لئے انہوں نے آریوں کو جو اپنی ضروریات کی فراہمی کے لئے بگلے کی تقلید کرنے - اور "بگلا بھگت" بننے کی ہدایت کی ہے - تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے - کہ انہوں نے اس ضرب المثل کے اصل مفہوم کے مطابق اپنے پیرووں کو مکاری - اور خود غرضی کی تعلیم دی ہے - بلکہ کچھ اور ہے - اس لئے ہم پنڈت دیانند صاحب کے ہی الفاظ سے یہ بتا دینا چاہتے ہیں - کہ ان کے نزدیک "بگلا بھگت" اور بگلے کی تقلید کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں -

جناب پنڈت صاحب موصوف "ستیارتھ پرکاش" ایڈیشن سوم کے صفحہ ۱۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں

"(نیچی نگاہ رکھنے والا) تعریف کے لئے نیچی نگاہ رکھنے والا کینہ ور کسی نے پیسہ بھر قصور کیا ہو تو بدلے میں جان تک لینے پر مستعد (خود غرض) ہما ہے فریب - ادھرم اور دغا سے تکی بھی کیوں نہ ہو جائے - مگر مطلب نکالنے میں ہوشیار (ضدی) چاہے اپنی بات جھوٹ ہی کیوں نہ ہو - مگر ہٹھ نہ چھوڑنے والا - (بہروپیہ) جھوٹ موٹ باہر سے نیک خصلت - صبر اور صفائی دل دکھا دے - ان سب کو (بگلا بھگت) بگلے کی مانند کمینہ سمجھو -

ایسی ایسی علامات والے پاکھنڈی ہوتے ہیں - ان کا اعتبار یا خدمت کبھی نہ کریں"

اب ایک طرف "بگلہ بھگت" کی اس تعریف کو دیکھنے - اور دوسری طرف بگلہ کی مانند اپنی ضروریات کی فراہمی میں مشغول ہونے کی ہدایت کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم کیسی خطرناک اور تباہ کن ہے - کاش آریہ صاحبان ٹھنڈے دل کے ساتھ غور فرما دیں اور محض مذہبی طرفداری کی وجہ سے "ستیارتھ پرکاش" کی حمایت میں کھڑے ہونے کی بجائے اس کی اشاعت کو روکنے کی کوشش کریں - لیکن اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے - تو گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے - اور وہ کتاب جو ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے لئے سخت دل آزاری کا موجب ہو رہی ہے - وہ کتاب جو گورنمنٹ کے خلاف نہایت کھلے طور پر نفرت اور بد دلی پھیلانے کا باعث بن رہی ہے - اور وہ کتاب جس میں نہایت خطرناک تعلیم دی گئی ہے اسے ضبط کیا جائے - تاکہ وہ اپنا مضر اثر لوگوں پر نہ ڈال سکے -

ہم امید کرتے ہیں کہ جب مذکورہ بالا خطرات اور نقصانات کو ہم ثابت کر چکے ہیں - تو گورنمنٹ ضرور "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق کوئی کارروائی کرکے جہاں اپنی کثیر التعداد رعایا کے زخمی دلوں پر مرہم رکھے گی - وہاں حکومت کے خلاف پیدا ہونے والے خطرات کا بھی سد باب کرے گی -

خطبہ عید الفطر

عید کی غرض کھوئی ہوئی چیز کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی
(فرمودہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۸ء بمقام ڈلہوزی)
(نوشتہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی)
[حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا]

سبح اسم ربک الاعلیٰ الیٰ آخرہ سورہ

عید کی وجہ تسمیہ

عید کا لفظ اردو، فارسی اور عربی زبان میں خوشی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ معنی محاورے کے معنی ہیں۔ درحقیقت عید کا لفظ عود سے نکلا ہے۔ اور عود کے معنی دوبارہ واپس آنے اور بار بار آنے والی چیز کے ہیں۔ خوشی کے لئے یہ لفظ اس وجہ سے استعمال ہوتا ہے۔ کہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے واسطے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے دکھ، مصیبت اور رنج و غم کوئی نہیں چاہتا۔ کہ آویں اور بار بار آویں۔ کوئی نہیں چاہتا۔ کہ موت۔ جدائی نقصان اور گھاٹا آوے۔ بلکہ چاہتے ہیں۔ کہ لڑکے پیدا ہوں۔ تجارتوں میں فائدے ہوں۔ دوستوں اور عزیزوں کی ملاقاتیں ہوں۔ دشمن سے نجات ہو۔ اسی واسطے محاورے میں خوشی کے لئے ایسا لفظ استعمال کیا گیا جس میں بار بار آنے کے معنے پائے جاتے ہیں۔

گم شدہ چیز کے ملنے پر زیادہ خوشی ہوتی ہے

اس لفظ میں ایک اور بات معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کھوئی ہوئی چیز کے واپس آنے میں۔ جو خوشی ہوتی ہے۔ وہ دوسری چیزوں میں نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی شخص کے گھر میں لاکھ روپیہ موجود ہے۔ اس کی موجودگی کی کوئی خاص خوشی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اس کی جیب سے ایک دس روپیہ کے گم شدہ نوٹ کے دوبارہ مل جانے کی خوشی ہوگی۔ اسی طرح ہر وقت پاس رہنے والے عزیزوں اور دوستوں کی ملاقات کوئی ایسی خاص خوشی پیدا نہ کرے گی جیسا کہ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے دوست کی ملاقات سے ہوگی۔

کسی شخص کے دس بیٹے ہوں۔ اور ان میں سے ایک کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ مر گیا ہے۔ اور وہ اچانک اسے مل جاوے۔ تو اس کی یہ خوشی بیحد ہوگی۔ اور موجودہ نو لڑکوں کی موجودگی سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے۔ بعض صورت میں شادی مرگ بھی ہو جائے۔ کیونکہ کھوئی ہوئی چیز کے دوبارہ ملنے کی خوشی۔ ایک خاص خوشی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح کی بیان کردہ ایک مثال

انجیل میں حضرت مسیح نے ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کے کئی بیٹے تھے۔ اس نے بہت سا مال ان میں تقسیم کیا اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں ہی ایک معقول رقم دی تا مرنے کے بعد فساد نہ ہو۔ اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ اس کے بیٹے مال لے کر مختلف جہات کو گئے اور انھوں نے مختلف ذرائع سے اپنے اموال کو بڑھایا۔ اور فائدہ اٹھایا۔ مگر ایک لڑکے نے اپنا روپیہ اپنی غفلت اور سستی اور غلط کاری و عیاشی کے باعث تمام کا تمام ضائع و برباد کر دیا۔ اور کچھ بھی اس کے پاس باقی نہ رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ بھوکا اور ننگا ہو گیا۔ اور مجبوراً اسے ایک سؤر پالنے والے کی ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ آخر ایک دن اس کے دل میں خیال آیا کہ میرے باپ کے کئی نوکر چاکر ہیں۔ وہ ان کو کھانا کھلاتا ہے۔ اور کپڑا پہناتا ہے۔ اگر میں بھی واپس جاؤں تو کیا وہ مجھے کھانے اور پہننے کو نہ دیگا۔ اس خیال سے وہ واپس آیا۔ اور شرم کے مارے اپنے باپ کے سامنے تو نہ گیا بلکہ اس کے نوکروں میں بیٹھ گیا۔ کسی نے اس کے باپ کو اطلاع کر دی۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ بتاؤ اس کے باپ نے یہ خبر پا کر کیا کیا ہوگا؟ فرماتے ہیں اس نے فوراً ایک موٹا تازہ بکرا منگایا۔ اور قربانی کیا۔ اور اس کے واپس آنے کی بہت بڑی خوشی منائی۔ نوکروں میں سے اٹھا کر عزت کی جگہ بٹھلایا۔ تب اس کے دوسرے بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم بھی آپ کے لڑکے تھے اور ہم نے آپ کے مال کی حفاظت کی اور خوب اس کو بڑھایا۔ مگر آپ نے ہمارے آنے پر اس قدر خوشی کا اظہار نہیں کیا جس قدر کہ اس لڑکے کے آنے پر اور اس کے لئے موٹا بکرہ ذبح کیا مگر ہمارے لئے ایک دبلی بکری بھی ذبح نہ کی۔ اس پر ان کے باپ نے کہا۔ کہ تمھاری غلطی ہے تم کھوئے نہ گئے تھے۔ کہ میں نے تم کو پایا۔ مگر یہ میرا بیٹا کھویا گیا تھا۔ اور اب میں نے اسے پایا ہے پس اس کے آنے پر اسی قدر خوشی چاہئے تھی۔

یہ تو ایک ایسے باپ کا ذکر ہے جس کے کئی بیٹے تھے۔ اگر کسی کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ کھویا جائے پھر مدتوں بعد واپس آ جائے تو اس کی خوشی۔ کتنی بڑی خوشی ہوگی۔ اور وہ اس کے واپس آ جانے پر کیا کیا خوشی کرے گا۔ اندازہ کر لیں۔

ایک شخص جس کے پاس ہزاروں روپے ہیں۔ وہ اگر ایک کھویا ہوا روپیہ پاتا ہے۔ تو اس کو بھی ایک خوشی ہوتی ہے۔ مگر اس شخص کی خوشی کا اندازہ کرو جس کے پاس چند روپے تھے۔ اور وہ گر گئے

بہت سرگردانی اور بہت سرگردانی و مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گئے- خیال کرتے ہو کہ اس کو کس قدر خوشی ہوگی-

ایک شخص جو کسی ایسے جنگل میں سفر کر رہا ہو جہاں نہ کھانے کو کچھ ملتا ہو- اور نہ پینے کو میسر آتا ہو ایسے ہولناک جنگل میں اس کے پاس جو کچھ تھوڑا سا کھانا اور پانی ہو وہ کسی طرح اس سے گم ہو جائے یا کھویا جائے- اور جب وہ بالکل مایوس ہو جائے تو پھر اسے اچانک وہ کھانا اور پانی مل جاوے تو اسے کس قدر خوشی ہوگی-

حضرت مسیح اور آنحضرت کی مثالوں میں عہد بعثت سے فرق

حضرت مسیح نے تو بہت سے بیٹوں کی مثال دی- ایک گم ہو گیا- مگر باقی موجود تھے- کیونکہ حضرت مسیح تمام دنیا کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے- بلکہ آپ کی بعثت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے تھی- ان کی مثال بتاتی ہے کہ اگر ان کی اپنی قوم حق و راستی سے دور ہو کر راہ راست سے گم گشتہ تھی- تو بعض اور قومیں دنیا میں اس وقت ایسی بھی موجود تھیں جن میں نیکی و تقویٰ اور خدا پرستی موجود تھی- ان کی مثال بتاتی ہے- کہ اس باپ کے اکثر بیٹے لائق اور ہونہار موجود تھے- صرف ایک بیٹا نالائق اور عیاش تھا- جو ان کی اپنی قوم کی طرف اشارہ ہے- حضرت مسیح کے زمانہ میں دنیا میں نیک اور خدا پرست لوگ کثرت سے موجود تھے اس لئے ان کی مثال میں ظهر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نہیں پایا جاتا- بلکہ ظہر الفساد فی بنی اسرائیل کا رنگ نظر آتا ہے-

مگر برخلاف ان کے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کے واسطے مبعوث ہوئے تھے- اور آپ کی تعلیم کسی خاص ملک یا قوم کے لئے نہ تھی- بلکہ تمام دنیا کے واسطے بلا تخصیص زمانہ و مکان تھی- اور آپ کی بعثت کے وقت ظهر الفساد فی البر والبحر کا پورا پورا نقشہ موجود تھا- لہذا آپ نے جو مثال دی وہ بھی اس مضمون کی شاہد ناطق ہے-

آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اونٹنی پر سوار ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں جا رہا ہو- اور وہ جانتا ہو کہ اس سواری کے بغیر اس جنگل سے گزرنے کی اور کوئی سبیل نہیں- اور نہ کوئی اور چارہ ہے- اتفاقاً وہ سواری اس سے گم ہو جائے اور وہ اس کی تلاش میں ادھر ادھر بے تابانہ پھرتا رہے- لیکن اسے وہ سواری نہ ملے- آخر وہ بہت دیر تک کی تلاش کے بعد تھک کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے- اور اپنی سواری سے ناامید ہو کر سو جائے مگر اچانک اس کی آنکھ کھلنے پر اپنے پاس ہی اپنی ناقہ کو کھڑا دیکھے- تو اس کے ملنے پر اسے کس قدر خوشی ہوگی- خدا تعالیٰ کو بھی اپنے بندے کے واپس آنے اور اپنے مولا کی طرف رجوع کرنے پر ایسی ہی خوشی ہوتی ہے-

ان دونوں مثالوں میں فرق ہے- حضرت مسیح جب دنیا میں مبعوث ہو کر آئے- اس وقت بنی اسرائیل کے سوا باقی اکثر اقوام میں صلاحیت و تقویٰ- نیکی اور دینداری موجود تھی- اور روحانی پانی ان کو سیراب کرتا تھا- جیسا کہ حضرت مسیح کی مثال سے مستنبط ہوتا ہے- کہ باپ کے بیٹے- قابل لائق ہونہار اور فرمانبردار موجود تھے- صرف ایک گمراہ تھا جس کا ذکر کر کے حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کو بتایا ہے- کہ بنی اسرائیل کی مثال اس نالائق اور آوارہ بیٹے کی سی ہے- اور کہ آپ اس قوم کی اصلاح کو مبعوث ہوئے ہیں-

برعکس اس کے ہمارے رسول کریم کے زمانہ بعثت میں تمام دنیا میں گمراہی اور جہالت پھیلی ہوئی تھی- اور کوئی ملک اور کوئی قوم بلا تخصیص ملکی و قومی گمراہی اور گناہ کے اتھاہ گڑھے سے باہر نہ تھی- نہ کوئی ملک اور نہ کوئی قوم اس وقت دنیا کی آبادی میں ایسی موجود تھی- جو روحانی پانی سے سیراب ہوتی ہو- اور انسانوں میں سے کوئی جماعت بھی خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ تھی- گویا سب کے سب بندے خدا تعالیٰ کے راستہ سے کھوئے گئے تھے- اس وقت آپ مبعوث ہوئے- اور کھوئے ہوئے بندوں کو پھر خدا تعالیٰ کے پاس لائے- پس حضرت مسیح نے ایک ایسے شخص کی مثال دی جس کی اکثر اولاد نیک تھی- اور ایک خراب تھی- تا اپنے احاطہ تبلیغ کی طرف اشارہ کرے- اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کی مثال دی- جس کا سب کچھ کھویا گیا تھا تا کہ ان کے احاطہ تبلیغ کی طرف اشارہ ہو- اور یہ دونوں مثالیں ان دونوں نبیوں کے مدارج کی طرف اشارہ کرتی ہیں-

عید کی غرض

پس عید ہم کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے- کہ اگر حقیقی خوشی چاہتے ہو- تو ضائع شدہ مال و منال کی تلاش کرو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو مسلمانوں کے لئے تو عید ایک عبرت کا مقام ہے وہ شخص کیا خوشی کر سکتا ہے- اور کیونکر اس کا دل خوش ہو سکتا ہے- جس کو ذلت و ادبار نے گھیر رکھا ہو جو مصائب و مشکلات میں پھنسا ہو- جو اپنے موروثی ملک سے بدر کیا جا چکا ہو- جو شامت اعمال کی وجہ سے اپنی ماں باپ بہنوں سے الگ ہو رہا ہو- جو بجائے دوستوں کے دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہو بدبختی اور بدنصیبی کے باعث جس کے گھر میں ہر وقت جنگ و جدل- لڑائی جھگڑا رہتا ہو- اور افلاس اور تنگی اسے سر نہ اٹھانے دیتی ہو-

ایسے شخص کی خوشی اور عید- جس کے اندرونی حالات ایسے ہوں صرف ظاہری عمدہ لباس سے پوری نہیں ہو سکتی- نہ اس کا ہنسنا اور لوگوں میں بیٹھ کر خوشی کا اظہار کرنا اس کی دلی خوشی کا ثبوت دے سکتے ہیں- بلکہ یہ تو ایک منافقانہ حالت ہے- کہ اندر کچھ اور ظاہر کچھ- اور ایک عذاب

کہ دل تو اندر سے افکار وہموم سے کباب ہو رہا ہے۔ مگر یہ اس کا انکار بھی نہیں کر سکتا۔

غرض عیدین مسلمانوں کے واسطے ایک عبرت کا مقام ہیں۔ یا مصیبت اور دکھ کے کم کرنے کے لئے دھوکے ہیں۔ حقیقی عیدیں نہیں۔ ایک کھلونا ہیں۔ جو روتے بچے کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی بھوک و پیاس کو نہیں ہٹا سکتا۔ صرف اس کی توجہ کو تھوڑی سی دیر کے واسطے دوسری طرف لگا کر اس کی تکلیف میں وقفہ کا کام دے سکتا ہے۔

یہی حال مسلمانوں کی موجودہ حالت میں ان کی عیدوں کی ہے۔ عارضی خوشی عارضی ہنسی کا موقع ان کو مل جاتا ہے۔ اور یہ صرف غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ ورنہ اس ذلت و رسوائی اور بربادی و تباہی کے ہوتے ہوئے حقیقی خوشی کے معنے ہی کیا ہوتے۔ جب دن رات باہم دنگہ و فساد چھڑا رہتا ہے۔ تو ایسی صورت میں حقیقی عید کہاں ہو گی؟

مسلمان حقیقی عید کا کب منہ دیکھ سکتے ہیں

پس مسلمان حقیقی عید اور اصلی خوشی اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب موجودہ عید سے عبرت حاصل کر کے کھوئی ہوئی دولت وعزت آبرو و ثروت جاہ و جلال تقوی وطہارت نیکی وعبادت۔ رتبہ و مرتبت کی تلاش اور اس کے حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کر کے ان گم شدہ چیزوں کو حاصل کر لیں گے اور جس طرح ایک وقت تھا۔ کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام تھا اسی طرح اب بھی اسلام روحانی طور پر دنیا پر غالب ہو۔ اور جب مسلمان دلائل اور براہین۔ علم وعمل سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ کسی شخص کی گردن اسلام کے دلائل کے سامنے اونچی نہیں رہ سکتی اور کوئی باطل اس حق کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اسی وقت اور صرف اسی وقت مسلمان حقیقی خوشی اور عید منانے کے قابل ہونگے اور وہی سچی عید اور اصل خوشی کا دن ہو گا۔

جماعت کو نصیحت

اس واسطے میں اپنی جماعت کو خاص طور پر اپیل کرتا ہوں اور زور سے توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی عید مخفی ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ دنیا کے تمام لوگ آپ لوگوں کے ذریعے سے حق اور راستی کی چٹان پر جمع ہو جائیں۔ اور پھر تمام ادیان اس حقیقی نور اور سیر کن پانی پینے لگیں۔ جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت کی معرفت دنیا کے بچاؤ کے واسطے نازل فرمایا اور جس کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔

حضرت مسیح کی مثال کی طرح یہاں ایک ہی بیٹا کھویا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں پیارے بھائی گم شدہ ہیں۔ جن کی تلاش اور راہنمائی آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس جس وقت آپ لوگ اس مقصد میں کامیاب ہونگے۔ وہی وقت حقیقی عید اور سچی خوشی کا ہو گا۔

نادان ہے۔ وہ جو ہنستا ہے۔ اور بیوقوف ہے وہ جو خوش ہوتا ہے۔ جب تک اپنے اس فرض اور غرض کو نہیں سمجھتا اور پورا نہیں کرتا۔

نادان بچہ اپنے باپ کی مرگ کا احساس نہ کر کے ہنستا اور کھیلتا پھرے۔ تو یہ اس کی کم علمی اور جہالت ونادانی ہے۔ مردہ باپ کو غسل دیتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر پروا نہ کرے اور بے علمی سے سمجھے کہ میرے باپ کو لوگ مل مل کر نہلا رہے ہیں اور خوش ہو تو یہ اس کی کم فہمی ہے۔ باپ کو کفن دیتے ہوئے دیکھ کر اگر وہ خوش ہو اور سمجھے کہ میرے باپ کو نئے کپڑے پہنائے ہیں۔ تو یہ اس کی بے سمجھی ہے۔ کیونکہ یہ دراصل اس کے واسطے مصائب کا دروازہ ہے۔ یہ تو اس بیچارے کے واسطے ماتم کا وقت ہے۔ یہ وقت تو درحقیقت اس کے یتیم کی ابتداء ہے۔ اور اس کے واسطے مصائب اور مشکلات کا پیش خیمہ ہے۔ مگر وہ اپنی کم علمی اور نادانی کی وجہ سے اسے سمجھتا نہیں۔ اور خوشی کرتا ہے۔ تو کیا اس کی یہ خوشی حقیقی خوشی ہو گی؟

پس وہ خوشی جس سے انسان غافل ہو جائے اور اپنے اصلی فرض کو اور اغراض و مقاصد کو بھول جائے۔ وہ خوشی نہیں بلکہ ماتم ہے۔ اور اگر خوشی اور عید کو انسان اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کا ذریعہ اور محرک سمجھے۔ تو وہ ایک گونہ عید اور خوشی ہو سکتی ہے۔

پس یہ عیدین در اصل حقیقی عید اور سچی خوشی کے حصول کا ایک موقعہ دیتی ہیں۔ اگر آپ لوگ ان کو اس غرض کے حصول کا ذریعہ و محرک یقین کر کے اس کے حصول میں سعی و کوشش کرنی شروع کر دیں۔

یہ وقت ہے کہ آپ لوگ ہر قسم کے دلائل و براہین جو اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے تازہ بتازہ دیئے ہیں۔ ان کو لیکر اور نشانات سماوی کے ذریعے دنیا پر حجت تمام کر دیں۔ نہ ختم ہونے والا گولہ بارود اور ہر ایک دشمن کو مغلوب کرنے والا توپخانہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عطا کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے تو اس بات کی کہ آپ لوگ ڈٹ کر ان کا صحیح استعمال کریں اور نہ ہٹیں جب تک کہ منزل مقصود تک نہ پہنچ جائیں۔

انسان کو کامیابی کے واسطے دو ہی سامانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ایک ہتھیار دوسری قوت بازو۔ ہتھیار خدا نے آپ کو دے دیئے ہیں۔ جو ایسے تیز اور کاری ہیں۔ کہ ان کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ اور نہ کوئی اور ہتھیار ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ آپ لوگ دلوں کو مضبوط کر کے قوت بازو سے کام لیں۔

کوشش کرنیکی ضرورت

نہ کوئی خالی ہتھیار دنیا میں کام کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی صرف قوت بازو غالب آ سکتی ہے دونوں چیزیں مل کر کامیابی کا منہ دکھا سکتی ہیں۔

ایک چیز دنیا سے مسلمانوں کی غفلت اور بدعملی اور سستی کی وجہ سے اُٹھ گئی تھی - سو وہ بھی خدا نے دوبارہ آپ لوگوں کو دے دی ہے - اور وہ دلائل و براہین کی تیز تلوار اور تباہ کن توپ ہے - اب ان کا استعمال کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے -

دیکھو اگر یہ کام ملائکہ نے ہی کرنا ہوتا - اور انسانی محنت اور تبلیغ اور سعی کی ضرورت نہ ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور ملائکہ اسلام کے دشمنوں کو زیر کرتے پھرتے - نہ صحابہ کو محنت کرنی پڑتی - نہ ملک چھوڑنے پڑتے - اور نہ مشکلات اور مصائب برداشت کر کے جانیں دینی پڑتیں - خود بخود سب کام ملائکہ کے ذریعہ سے ہو جاتے - مگر نہیں ایسا نہیں ہوا - بلکہ آنحضرت کو دن اور رات جان توڑ محنت برداشت کرنی پڑی لوگوں سے دکھ اُٹھانے پڑے - صحابہ کی جانیں تک اس راہ میں خرچ ہوئیں - جب جا کر یہ کام ہوا۔

پس بعینہ اب بھی اسی طرح ہوگا جب تک ہر شخص اس بات کے لئے تیار نہ ہو جائے - کہ اسے دین کے لئے اپنی عزت - آبرو جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ ہوگا - یہ کام انجام کو نہ پہنچیگا - ضرورت ہے ہر احمدی اپنے اس فرض کو سمجھے اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے واسطے ہر قسم کی قربانی کو تیار ہو جائے -

کام تو جو مقدر ہوتا ہے - ہو کے رہتا ہے - مگر افسوس اس شخص کے لئے جو اس خدمت سے بے نصیب رہ جائے - اور اس کے جان و مال کا اس میں کوئی حصہ شامل نہ ہو -

اسلام ضرور کامیاب ہوگا - اور ہو کر رہیگا یہ مقدر ہو چکا ہے - مگر تلوار کے ذریعہ سے نہیں - کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دنیا نے تلوار سے مقابلہ کیا تھا - چنانچہ اس وقت تلوار سے ہی اس کا مقابلہ کیا گیا تھا دشمن کو جس چیز پر گھمنڈ تھا - اور جس طاقت کا ناز تھا - اس کو مقہور و مغلوب کر کے دکھا دیا گیا - کہ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے - مگر آج دشمن تلوار نہیں

اُٹھاتا - بلکہ اسلام پر طعن کرتا اور ہنستا ہے - کہ اسلام نے تلوار کے زور سے ہمارے بدن اور جسم کو مغلوب کیا تھا - نہ کہ ہمارے دلوں کو - اسلام ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتا - ہماری سائنس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا - وہ نادان نہیں سمجھتا - عناد اور تعصب کی پٹی اس کی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے - اور وہ جھوٹی محبت میں ایسا اندھا ہوا ہے - کہ حق پوشی کرتا ہے - کیا وہ نہیں جانتا کہ اسلام نے تلوار بھی دفاعی رنگ میں اُٹھائی اور خود حفاظتی کے لئے پکڑی جب کہ کفار کے مظالم کی کوئی انتہا ہی نہ رہی تھی -

مگر اللہ تعالیٰ نے دشمن کو یہ پہلو بھی دکھا دیا اور مسیح موعود کے ذریعہ سے - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام ہیں اس کو دلائل و براہین کے مقابلہ میں مغلوب و مقہور کر کے بتا دیا - کہ وہ کسی میدان میں بھی اسلام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا - مگر گو اصولی طور پر اسلام کے دشمنوں کو مسیح موعود کے وقت میں شکست دیدی گئی - مگر اب سب دنیا میں ان ہتھیاروں کے ذریعہ سے جو مسیح موعود نے ہمیں بہم پہنچائے ہیں - اسلام کا پھیلانا ہماری جماعت کا کام ہے - اور خوش قسمت ہیں وہ جن کے ذریعہ سے اور جن کی سعی اور کوشش سے یہ کام انجام پذیر ہوگا -

یہ فکر تو دور ہو چکی کہ اسلام غالب ہوگا یا نہیں - اسلام غالب ہوگا اور ضرور غالب ہوگا - مگر سوال یہ ہے کہ کس کے ذریعہ سے - اور کس کی وساطت سے موجودہ حالات بتاتے ہیں - کہ ہمارے ذریعہ سے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق دی ہے - مگر کیا ہمارے حالات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں ؟ کیا ہماری کوششیں بھی ہیں اس بات کا مستحق بناتی ہیں - کہ ہمارے ہاتھ سے یہ کام پورا ہو ؟ ہر شخص اپنے حالات پر غور کر کے دیکھے کہ کیا اس کی قربانی دین اسلام کی خدمت کے لئے ایسی ہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کیا جا سکے - اکثروں کی نسبت کہا جا سکتا ہے - کہ بات یوں نہیں -

اصلاح کی ضرورت

میں دیکھتا ہوں کہ باہم کینہ و فساد جھگڑا اور عناد ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جانا - اتفاق و اتحاد کی بھی پرواہ نہ کرنا موجود ہے - حالانکہ ضرورت تھی - اور وقت تھا کہ اتفاق و اتحاد کے لئے اپنے ذاتی اغراض کو ترک کیا جاتا اور اتحاد کے واسطے اپنے اغراض کو قربان کر دیا جاتا - ذرا ذرا سی بات پر ابتلاء آتے ہیں - انتظام نہیں ہے - قربانی کا مادہ نہیں - اتنا بھی نہیں جتنا ان دنیوی سپاہیوں میں پایا جاتا ہے - ان کا افسران کو خواہ کیسے ہی خطرناک موقع پر جانیکا حکم دے - انکار نہیں کرتے جان جائے مگر نافرمانی نہیں کرتے - حتیٰ کہ بعض اوقات صریح غلط اور تباہ کن احکام کی بھی تعمیل کرنی پڑتی ہے - مگر سر نہیں پھیر سکتے بے چون و چرا چلے جاتے ہیں - ورنہ انتظام جاتا ہے تمام کی تمام فوج تباہ ہوتی ہے -

دیکھو کبھی بھی کوئی ایسی لڑائی نہیں لڑی گئی جس میں تمام جرنیلوں کا اتفاق رائے ہو - یعنی طرز جنگ وغیرہ میں - مگر ایک دوسرے کی بات پر اپنی رائے اور تجربہ کو قربان کرتا ہے - اور جہاں اس کے خلاف ہوتا ہے - ہلاکت اور تباہی وہیں اپنا دامن دراز کر دیتی ہے -

موجودہ جنگ میں اس امر کی ایک تازہ مثال موجود ہے - روس کے ملک میں سامان جنگ کافی موجود تھا آدمیوں کی کمی نہ تھی - مگر پھر جرمن کے مقابلہ میں اسے شکست ہوئی - کیوں ؟ اس لئے کہ ان کے افسروں اور سپاہیوں میں قربانی کا مادہ موجود نہ تھا - ہر شخص اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا تھا - اور اپنی ذاتی رائے کو قربان کرنے کے لئے تیار نہ تھا - چنانچہ مسٹر کرنسکی جو روسی حکومت کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں انھوں نے ابھی حال میں ایک تقریر میں بیان کیا ہے - کہ گولہ بارود اس وقت ہمارے پاس اس قدر موجود تھا - کہ اس سے پہلے کبھی موجود نہ تھا - اور سپاہی اس قدر موجود تھے کہ اس سے پہلے اس قدر موجود نہ تھے - لیکن ایک چیز نہ تھی - اور وہ انتظام ہے - کوئی شخص دوسرے کی

بات ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ حقیقی خطرے کے وقت انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو۔ اور لوگ اس کے بجھانے میں مشغول ہوں۔ تو اس وقت اگر ایک بوڑھا بھی گھر کے مالک کو اس آگ کے بجھانے کے متعلق حکم دینے لگے تو اس کے قبول کرنے میں وہ عذر نہیں کرتا۔ اس وقت امنسری اور ماتحتی کا خیال نہیں رہتا۔ اب اگر اسلام کے خطرے کو لوگ اپنا خطرہ خیال کرتے ہیں۔ تو کیوں اپنے تمام جذبات اس کی کامیابی کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں ہوتے اور خاموش اور غافل ہیں۔ یہ امر دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اس خطرہ کو جہالت کی وجہ سے اپنا خطرہ نہیں سمجھتے۔ یا نعوذ باللہ اسلام کو سچا نہیں یقین کرتے۔ ورنہ مسلمان اسلام سے جدا نہیں ہیں۔ اسلام اگر ترقی نہ کریگا تو مسلمان زیادہ سے زیادہ ذلیل ہونگے۔ پس اسلام کی عزت درحقیقت مسلمانوں کی عزت اور اسلام کی ترقی درحقیقت ان کی ترقی ہے معلوم ہوتا ہے مسلمان اسلام کے خطرے کو اپنا خطرہ نہیں سمجھتے۔ اور اسلام کی شکست کو اپنی شکست یقین نہیں کرتے۔ ورنہ ان کی تو وہ مثال ہے۔ کہ کوئی شخص اپنا پاؤں آپ کلہاڑی سے کاٹے اسلام اگر ترقی نہیں کرے گا تو مسلمان کیونکر خوشحال ہو سکتے ہیں۔ اور ترقی کر سکتے ہیں۔

مسلمان اسلام سے الگ نہیں ہو سکتے۔ البتہ اسلام مسلمانوں سے الگ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اپنے فرائض سے واقف نہ ہوئے اور سست بیٹھے رہے۔ تو خدا کوئی اور قوم لائیگا۔ جو اسلام کی خادم ہوگی۔ مگر وہ دن ماتم کا ہوگا نہ کہ خوشی کا

حقیقی عید منانے کی کوشش

پس اگر حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو اسلام کی ترقی کے لئے پوری سعی کرو۔ اور اسلام کی ترقی کا وابستہ ہے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق پر۔ اور اتحاد و اتفاق کبھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہر شخص سچے دل سے ہر ایک چیز کو اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاوے۔

خوب یاد رکھو کہ جب تک وہ عید جو حقیقی عید ہے قریب لانے کی کوشش نہیں کیجاتی۔ اس وقت تک یہ عید بھی ایک کھوتا ہے۔ حقیقی عید نہیں۔ فاخرہ لباس اور خوشبو لگا کر خوش ہو جانا کسی کام کا نہیں۔ جب تک دلوں میں حقیقی خوشی پیدا نہ ہو۔ اور وہ پیدا نہیں ہو سکتی جبتک اسلام کی خدمت نہ کرو۔ اور اسلام کے واسطے سچی قربانی نہ کرو۔

دنیاداروں میں قربانی کی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم میں کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگ ایک مدرسہ کھولتے ہیں تو اس کے لئے ہیسیوں قربانی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر خلاف اس کے اسلام کے اہم کاموں کے لئے بھی بہت کم لوگ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص پانچ دس روپے کم سے کم بھی اگر کسی کام کے لئے لگتا ہے تو اسکو احسان سمجھتا ہے۔ اور اس کا احسان جتاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو قربانی کی توفیق دے تا عید ان کے لیے حقیقی خوشی اور سچی عید ہو۔

آریہ گزٹ کی شر انگیزی اور صرف خلاف بیانی

اس وقت تک ہم ایک بار نہیں۔ بلکہ متعدد بار اس بات کا اظہار کر چکے ہیں۔ کہ "درثمین" کوئی نئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کی ان نظموں کا مجموعہ ہے جو آپ وقتاً فوقتاً اپنی کتابوں میں شائع فرماتے رہے ہیں۔ اور اس مجموعہ کے اس وقت تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود ہمارے یہ کہنے کے آریہ اخبارات یہی کہے جا رہے ہیں کہ "درثمین" چونکہ اب شائع کی گئی ہے اسلئے اسے ضبط ہونا چاہئے۔ چنانچہ آریہ گزٹ اپنے تازہ پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ:-

"اب تازہ قادیانیوں نے۔ یہ شرافت کی ہے کہ ان گندی۔ فحش۔ اور شر انگیز اور بدامنی پھیلانے والی نظموں کو اکٹھا کر کے ایک کتاب "درثمین" شائع کر دی ہے ان نظموں کا علیحدہ علیحدہ ضخیم کتابوں کے اندر بند رہنا اور معنی رکھتا ہے۔ لیکن ان سب کو مختلف جگہوں سے اکٹھا کر کے ایک چھوٹا سا پمفلٹ بنا دینا خاص بدنیتی **شرارت** اور ناواجب تلخی کو ظاہر کرتا ہے"

معلوم ہوتا ہے۔ آریہ گزٹ نے "درثمین" کے خلاف جھوٹ بولنے کا عہد کر لیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے بار بار مطلع کرنے کے باوجود وہ یہ کہنے سے باز نہیں آتا کہ "درثمین" تازہ شائع کی گئی ہے۔ پھر جبکہ ہم علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ "درثمین" میں جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ آریوں کے مسلمہ عقائد اور صحیح واقعات کی بنا پر ہے جس کا مختصر ثبوت بھی ہم دے چکے ہیں۔ اور مفصل کے لئے تیار ہیں۔ صرف آریوں کے کہنے کی دیر ہے۔ تو آریہ گزٹ کا درثمین کی نظموں کو گندی فحش اور شر انگیز کہنا۔ ہماری دل آزاری کرنے کے علاوہ وہ اپنی غلط بیانی کو ثابت کرتا ہے۔ اگر اسکو ہماری دلشکنی کی پروا نہیں۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے اس انسان کے قلم سے نکلی ہوئی نظموں کے متعلق ایسے دل آزار الفاظ استعمال کرنے سے باز نہیں آتا۔ جسے ہم خدا کا نبی اور رسول یقین کرتے ہیں۔ اور جس کی خاطر ہم اپنی جان تک دے دینا آسان سمجھتے ہیں۔ تو دروغ بافی اور کذب بیانی سے ہی شرمائے اور آئندہ کوئی ایسی بات زبان و قلم پر نہ لائے جو درست نہ ہو۔ باقی رہی اس کی وہ درشت کلامی اور دل آزاری جو حضرت مرزا صاحب کی شان میں ناپاک اور گندے الفاظ لکھ کر کر رہا ہے اس کے لئے ہم گورنمنٹ سے دادخواہ ہیں۔ اور اسی سے چارہ جوئی کرتے ہیں اسوقت تک ہم پنڈت دیانند صاحب کے متعلق جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ وہ نہایت ادب کے ساتھ ان کی مشہور کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے "آریہ گزٹ" قریبًا ہر پرچہ میں محض ہمیں دکھ اور تکلیف پہنچانے کے حضرت مرزا صاحب کے کلام کے متعلق نہایت دل آزار الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

ہنگامۂ یورپ

جرمن حملہ شروع ہوگیا

لندن ۱۵- جولائی فرانس کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ جرمنوں نے توپخانہ کی شدید گولہ باری کے بعد آج صبح شیٹو تھیری سے مین ڈسی ماسیجز تک حملہ کیا۔ ہماری سپاہ قریباً ۸۰ کیلو میٹر کے محاذ پر غنیم کے اچانک حملہ کا مقابلہ کر رہی ہے۔ جنگ جاری ہے

لندن ۱۶ جولائی۔ نصف شب جرمنوں نے فرانسیسی محاذ پر کل علی الصباح دو جگہ حملہ شروع کیا اول شیٹو تھیری اور ہلیبنی کے مابین ریمز سے تین چار میل جنوب و مغرب کی طرف اور دوسرا پر وسنے اور مینز ڈی شمپین کے مابین ۲۵ میل کے محاذ پر ریمز کے جنوب و مغرب میں جرمن شیٹو تھیری کی فرنچ لائنوں میں پانچ ہزار گز تک گھس گئے۔ اور انھوں نے مقام جیزی واقعہ دریائے مارن نیز مقام بوکینی پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو اصل فرانسیسی محاذ سے ۳ ہزار گز پیچھے ہے۔ جرمنوں نے موضع فرائی کورٹ اور چالوازی پر بھی قبضہ کر لیا ہے ریمز کے مشرق میں جرمنوں کو فرانسیسی مورچوں پر روک دیا گیا۔ گو ریمز کے جنوب میں غنیم بہت کچھ ترقی کر گیا۔ اور کئی جگہ سے دریا کو عبور کر گیا۔ بظاہر غنیم کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب طرف سے حملہ کر کے ریمز پر قابض ہو جائے اور جنوب کی طرف مزید پیشقدمی کرنے میں جرمن سپاہ کے میمنہ کو محفوظ رکھنے کے لئے پہاڑیوں پر بھی قبضہ کرے۔

غنیم نے دریا مارن کو عبور کر لیا

لندن ۱۶ جولائی ایک بجے شب فرانس کی ایک رپورٹ مظہر ہے کہ جرمن حملہ صبح کے ۴½ شروع ہوا اور ریمز کے دونوں جانب تمام دن نہایت شدت کے ساتھ جاری رہا۔ ریمز کے مغرب میں رونیلی کورتھیری۔ واسی۔ کے علاقہ میں دریائے مارن کے جنوب تک نہایت شدید معرکے ہوتے رہے۔ اور غنیم دریائے مارن کو گوڑ ساے اور ڈورمنز کے مابین بعض مواقع پر عبور کر گیا۔

برطانی مصروف پیکار نہیں کی گئی

لندن ۱۶ جولائی ڈیلی نیوز مظہر ہے کہ اُسے ایک باخبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ برطانی سپاہ ہنوز مصروف پیکار نہیں کی گئی۔

جرمن ترقی کی وسعت

لندن ۱۶- جولائی فرنچ صدر مقام کے نامہ نگار رائٹر کے پیغامات سے علاوہ جو مزید کیفیت موصول ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوپہر کو پرلنے ماسیجز کے علاقہ کا حملہ مقام پروسنیز کے سوا سب مقام پر روک دیا گیا۔ مگر غنیم نے پرسنے پر قبضہ کر لیا۔ جو حملہ کی لائن سے پیچھے ہے۔ ریمز کے مغرب میں کومونز اور فوسائے کے مابین غنیم نے ۲۰ میل محاذ پر اوسطاً دو تین میل تک پیشقدمی کی اور مقامات بلوال اور گمبیلزی پر ۴½ میل تک بڑھ گیا۔

فرانسیسی لائن بدستور قائم ہے

لندن ۱۶ جولائی رائٹر کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شب گذشتہ کے ۸ بجے تک فرانسیسی محاذ کی حالت میں بہت کم تغیر وقوع میں آیا تھا فرانسیسیوں کا خط مدافعت ہر جگہ قائم ہے۔

غنیم پیچھے ہٹا دیا گیا

لندن۔ ۱۷- جولائی رائٹر کا نامہ نگار امریکن ہیڈ کوارٹر سے گذشتہ شب کے ایک تار میں لکھتا ہے۔ کہ فرانس اور امریکہ کی مشترکہ فوج نے صبح کو سینٹ اگنان۔ اور شیپل۔ مونتھوڈن کے مابین شدید جوابی حملہ کیا اور غنیم کو تمام محاذ پر مختلف فاصلے تک پیچھے ہٹا کر موضع سینٹ اگنان اور شیپل مونتھوڈن نیز ۲۲۳ نمبر کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ امریکہ کی کثیر التعداد فوج مصروف پیکار تھی۔ اور ہم نے بہت سے قیدی گرفتار کئے۔ جنگ طمانیت سے ترقی کر رہی ہے۔ جرمن نہایت جانبازی سے لڑے مگر اتحادی حملے کا مقابلہ نہ کر سکے۔

سر توڑ کوشش

لندن ۱۸- جولائی۔ نصف شب رائٹر کا نامہ نگار فرانسیسی ہیڈ کوارٹر سے ۱۷ جولائی کی سہ پہر کو حسب ذیل رپورٹ دیتا ہے۔ آج صبح کو سیابزی سے ورینی تک قریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر شدید جنگ وقوع میں آئی غنیم جنوب و مشرق کی سمت میں سخت دباؤ ڈال رہا ہے۔ اور اس کے میسرہ نے ریمز کو مغرب کی طرف سے معرض خطر میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس کا میمنہ وادی مارن میں ایپرنے کی سمت میں مشرق کی طرف ترقی کر رہا ہے دریائے مارن کے جنوب میں جرمن آگے بڑھتے چلے جانے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے ان کا مقصد جنوبی کنارے پر قبضہ کو اس قدر وسعت دینا ہے کہ جو ڈویژن دریا کو عبور کر رہے ہیں ان کی جنگی چالوں کے لئے میدان نکل آئے۔

امریکن سپاہ کا شاندار مقابلہ

لندن ۱۶- جولائی امریکہ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ شیٹو تھیری کے مشرق میں جہاں غنیم آج صبح ہمارے محاذ پر دریائے مارن کو عبور کر کے کسی قدر زمین پر قابض ہو گیا تھا۔ ہم نے جوابی حملہ کر کے اُسے دریا کی طرف پسپا کر دیا۔ اور ۱۰۰۰ قیدی پکڑ لئے واسیجز کے علاقہ میں غنیم کے ۵ شبخون روک دئے گئے دریا کے موڑ پر امریکہ کی سپاہ اپنے سامنے کے تمام محاذ پر قابض ہے جس سے اس مقام پر جرمنوں کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا ہے۔ ہماری بائیں جانب جرمنی کا ایک مشہور ڈویژن تمام دن دریا کو عبور کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر ہماری آتشباری کی وجہ سے اس کے تمام حملے ناکام رہے۔ اور ایک جرمن بھی دریا کو عبور نہ کر سکا۔ دریائی موڑ کے جوابی حملے میں ہمارے قیدیوں کی تعداد اب ہزار ڈیڑھ ہزار کے درمیان پہنچ گئی ہے۔ جس میں غنیم کا ایک سالم بریگیڈ مع سٹاف شامل ہے۔ لڑائی نہایت شدت کے ساتھ جاری ہے

جرمنوں کے شدید نقصانات

لندن ۱۶- جولائی- دوپہر پیرس کا ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ قیدیوں کی تلاشی سے۔ جو احکام دستیاب ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ جرمنوں کو ابرنیٹیم میں ۱۵ جولائی کی شام تک چیلا نز سر مارن میں ۱۶ جولائی کو دو پیرس تک [illegible] ... ۱۳ اور ۲۵ کے درمیان [illegible] ڈویژن اور سخت نقصان اٹھانا۔

ہندوستان کی خبریں

اخبار "حق"، پنجاب پبلسٹی اردو انگریزی میں جو ہفتہ وار اخبار کو الف جنگ کے متعلق پنجاب پبلسٹی کی طرف سے نکلنے والا ہے۔ وہ "حق" کے نام سے موسوم ہو گا۔

اصلاحات پر استصواب آراء مسٹر مانٹیگو و لارڈ چیمسفورڈ کی رپورٹ اصلاحات پر گورنمنٹ ہند نے یکم نومبر تک مقامی گورنمنٹوں سے رائیں طلب کی ہیں۔

آسام میں زلزلے سے نقصان آسام میں گذشتہ دنوں میں جو زلزلہ آیا۔ جو خبریں اب موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹپ۔ چٹا گانگ۔ اور میمن سنگھ تمام مقامات میں سخت نقصان ہوا۔ کشور گنج میونسپلٹی کا چیرمین تار دیتا ہے۔ جیل۔ ٹاؤن ہال ڈاک بنگلہ۔ ڈویژنل افسرں کے مکانات اور دیگر پبلک عمارات مسمار ہو گئی ہیں علاوہ ازیں ملبہ کے نیچے سے دس لاشیں نکالی گئی ہیں ہر روز خفیف سا جھٹکا محسوس ہوتا ہے۔ مسرز منلے اینڈ کمپنی مسرز ممفورٹ کی وفات کی تصدیق کرتی ہے۔ انگلشمین کا نامہ نگار سقیم کالی گھاٹ جنوبی سلہٹ ۹۔ جولائی کو تار دیتا ہے کہ تمام آدمی متفق الرائے ہیں۔ کہ یہ زلزلہ ۱۸۹۷ء کے زلزلے سے سخت تھا۔ شاذ و نادر ہی کوئی بنگلہ ایستادہ رہا ہو گا پھلچرہ ڈویژن کو بہت نقصان پہنچا نیستن اور راے گھاٹ ڈویژن تباہ ہو گئے۔

آنریبل میاں محمد شفیع نے ججی سے انکار کر دیا۔ ہمعصر ٹریبیون" اس خبر کی صحت کا ذمہ دار ہے کہ آنریبل خانبہادر میاں محمد شفیع سی۔ آئی ای۔ کو ججی کی جلیل القدر آسامی پیش کی گئی تھی۔ مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا

پنجاب کانفرنس امرتسر کی صدارت معلوم ہوا ہے کہ پولٹیکل کانفرنس جو ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ جولائی کو امرتسر کے بندے ماترم ہال میں منعقد ہو گی۔ اس کا صدر۔ لالہ دونی چند صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو تجویز کیا گیا ہے۔

علیگڈھ کالج کے امتحانات کا خراب نتیجہ علیگڈھ کالج سے اس سال امتحان بی۔ اے میں صرف تین فیصدی طالبعلم پاس ہوئے ہیں

پنجاب یونیورسٹی میں نمبروں کی مکرر پڑتال پنجاب یونیورسٹی نے اس سال سے ایک نیا قاعدہ جاری فرمایا ہے۔ کہ جو امیدواران اپنے امتحانات میں فیل ہو جاویں وہ مبلغ صہ فیس دیکر اپنے نمبروں کی دوبارہ پڑتال کر سکتے ہیں

اخبار "نیو انڈیا" کا پنجاب میں داخلہ بند مسز اینی بسینٹ کے اخبار نیو انڈیا کا داخلہ پنجاب گورنمنٹ کے حکم سے پنجاب میں بند کیا گیا ہے۔ اور صوبہ دہلی میں